ہفت روزہ

دی انڈین

مسلم ٹائمز

Rs.2/-

بمبئی و اطراف کے مسلمانوں کی دینی و مذہبی سرگرمیوں کے ساتھ مختلف اسلامی معلومات سے بھرپور اہل سنت کی نمائندگی کرنے والا اپنی نوعیت کا واحد اخبار

جلد ۲۸ ☆ شمارہ ۴ ☆ ۱۷/جولائی تا ۲۳/جولائی ۲۰۲۳ء بمطابق ۲۸/ذی القعدہ تا ۴/محرم الحرام ۱۴۴۴ھ

کلام اللہ جل جلالہ

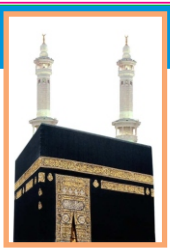

اور وہ توبہ ان کی نہیں جو گناہوں میں لگے رہتے ہیں، یہاں تک کہ جب ان میں کسی کو موت آئے تو کہے اب میں نے توبہ کی اور نہ ان کی جو کافر مریں ان کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار رکھا ہے

(سورۂ نساء: آیت نمبر ۱۶-۱۷)

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی عاشورہ کے دن اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنے میں فراخی کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر سارا سال وسعت فرمائے گا حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے اسکا تجربہ کیا تو ایسا ہی پایا

سویڈن میں قرآن سوزی کے خلاف یوم قرآن ملک و بیرون ملک میں پرجوش انداز میں منایا گیا

سویڈن نے قرآن کریم کے نسخے کو جلا کر عالمی امن کو تباہ و برباد کیا ھے: الحاج محمد سعید نوری

دفتر رضا اکیڈمی میں عالمی یوم قرآن پر چھ مرتبہ قرآن پاک لکھنے کا اعجاز پانے والے کاتب شیخ محمود صاحب کو شہادت جامع القرآن حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر خدمت قرآن ایوارڈ اور سپاس نامہ سے سرفراز کیا گیا

ممبئی: سویڈن کی مرکزی جامع مسجد کے سامنے عید الاضحیٰ کے دن سالوان مومیکا کے ذریعہ قرآن کریم کے نسخے کو نذرِ آتش کئے جانے کے خلاف دنیا بھر کے مسلمانوں کا غم وغصہ پھوٹ پڑا ہے آج جمعہ کو بموقع شہادت جامع القرآن کامل الحیاء والایمان امیر المومنین خلیفہ سوم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر رضا اکیڈمی نے سویڈن میں نسخہ قرآن سوزی پر یوم قرآن منانے کی اپیل پر ملک سمیت دنیا بھر کے مسلمانوں نے مساجد و مدارس جامعات و مکاتب خانقاہ ودرسگاہ یہاں تک کہ گھروں میں ماں بہنوں نے بڑے پیمانے پر تلاوتِ قرآن کریم کا اہتمام کیا عالمی یوم قرآن کے کامیاب انعقاد پر بیان دیتے ہوئے قائد ملت اسیر مفتی اعظم الحاج محمد سعید نوری صاحب نے کہا کہ جس طرح سے سویڈن حکومت کی اجازت سے شیطان سلوان مومیکا نے قرآن پاک کے نسخے کو نذرِ آتش کرکے اپنی بدبختی کا ثبوت دیا ہے اس سے حکومت سویڈن نے اپنی اسلام و مسلم دشمنی کو ظاہر کردیا ہے جس پر درعمل پیش کرتے ہوئے دنیا بھر کے مسلمانوں نے رضا اکیڈمی کی اپیل پر خطاب جمعہ میں ائمہ مساجد نے بھرپور طریقے سے سویڈن کی مذمت کرتے ہوئے عظمت قرآن پر خطاب کیا حضرت نوری صاحب نے مزید کہا کہ کیا یورپی ممالک آزادی اظہار رائے کا مطلب توہین رسالت و قرآن کریم کی بے حرمتی سمجھتے ہیں اگر ان کے نزدیک آزادی اظہار رائے کا مطلب یہی ہے تو میں ایسی اظہار رائے کی آزادی کو تھوک دیتا ہوں جس میں مقدس کتاب کی بے حرمتی ہو رضا اکیڈمی کے بانی و سربراہ محترم نوری صاحب نے کہا کہ ایک کروڑ کچھ لاکھ کی آبادی والا ملک سویڈن مسلسل اہانت رسول وتوہین قرآن کا مرتکب ہو رہا ہے افسوس 57 مسلم مملکت کے سربراہان صرف ہم خیال ہوکر سویڈش کی پروڈکٹ کا بائیکاٹ کردیں تو اس کے ہوش ٹھکانے آجائیں مگر وہ صرف زبانی خرچ کے علاوہ کچھ نہیں کرتے وہیں اقوام متحدہ دنیا کی سب سے مجبور تنظیم بن رہ گئی ہے جس سے کسی طرح کی امید کرنا فضول ہے مسلم سربراہان کو چاہیے کہ وہ سویڈن کے خلاف عالمی کورٹ میں مقدمہ دائر کریں مزید سویڈن نیٹو کی رکنیت حاصل کرنا چاہتا ہے اسے ہرگز ہرگز اس کی رکنیت نہ دی جائے آخر میں حضرت نوری صاحب نے امت مسلمہ کو پیغام دیتے ہوئے کہا کہ مسلمان کثرت سے قرآن کریم کی تلاوت کا اہتمام کریں خواتین اسلام کم از کم ایک رکوع کی تلاوت خود کریں اور اپنے بچوں کی تربیت بھی قرآن کریم کی تلاوت کے بہاروں میں کریں ان شاء اللہ پورا گھر، خاندان، معاشرہ، اس طرح سے قرآن کریم سے اپنا رشتہ مضبوط کرے گا مفتی اعظم ہالینڈ حضرت علامہ مفتی شفیق الرحمن عزیزی صاحب قبلہ نے فرمایا کہ اسلام دشمن طاقتیں ہر دور میں مسلمانوں کے جذبات سے کھیلنے کی کوششیں کرتی رہی ہیں لیکن انہیں ہمیشہ رسوائی و ذلالت ملی ہے اسی کی ایک کڑی سویڈن بھی ہے جو اس وقت پوری دنیا کے مسلمانوں کے غم وغصّے کا شکار بن رہا ہے اسے چاہیے کہ وقت رہتے ہوئے ملعون سلوان کو سزائے موت دے ورنہ سویڈن اپنے کئے کا سزا معاشی طور پر جھیلنے کے لئے تیار رہے جمشید پور میں حضرت علامہ سید سیف الدین اصدق مصباحی صاحب نے بھی عظمت قرآن پر زبردست خطاب کیا اور سویڈن کو یاد دلایا کہ مسلمانوں کے جذبات سے کھیلنا بند کرے وہ آج بھی کفن ساتھ رکھ کر چلتا ہے۔ بسم اللہ مسجد رفیع نگر گوونڈی کے خطیب وامام مفتی قیصر حسن برکاتی نے کہا کہ قرآن مجید آفاقی کتاب ہے جو بھی اس کی بے حرمتی کرے گا وہ تباہ و برباد ہو جائے گا، حضرت مولانا امان اللہ رضا قباء مسجد نے اپنے خطاب میں کہا کہ مسلمانوں تم صرف سویڈن کے پروڈکٹ کا بائیکاٹ کردو پھر دیکھو کیسے یہ اسلام دشمن ملک تمہارے قدموں میں گر کر بھیک مانگتا ہے فخر القراء حضرت قاری گلزار احمد رضوی نے بھی کھل کر سویڈن حکومت کی مذمت کی اور کہا کہ سویڈش کو اپنی حیثیت دیکھ لینی چاہیے کہ وہ صرف ایک کروڑ آبادی والا ملک ہے اگر صرف ایک مسلم ملک اس پر تھوک دے تو بہ جائے گا قاری صاحب نے مقتدیوں سے کہا کہ آج عہد کرو جو قرآن کا دشمن ہے ہم اس کے ملک کے بننے والے سامان کا استعمال نہیں کریں گے حضرت مولانا مشتاق احمد جریمری نے بھی کھل کر سویڈن کی مذمت کی، حضرت مولانا عظمت علی علیمی خطیب وامام فیض الرسول مسجد نے کھل کر کہا کہ سویڈن تم نے قرآن سوزی کی اجازت دے کر دنیا بھر کے مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچانے کا کام کیا ہے ہم عہد کرتے ہیں کہ گھر گھر قرآنی علوم کو پہنچا کر تمہارے عزم شیطانی کا خاتمہ کریں گے سنی محمدی مسجد کے خطیب وامام قاری محمد توفیق اعظمی مصباحی وقاری محمد ہارون رضوی خطیب وامام حنفیہ رضائے مصطفی نے بھی کہا کہ مسلمان قرآن کریم کی تلاوت زیادہ سے زیادہ کریں اس کے مفاہیم ومطالب کے ساتھ زندگی بسر کریں دشمن دین خود ہی ذلیل وخوار ہونگے ملنڈ رضا جامع مسجد کے خطیب وامام وصدر رضا اکیڈمی بھانڈوپ وملنڈ نے فکر انگیز خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جب سے سویڈن میں قرآن پاک کی بے حرمتی ہوئی ہے قائد ملت الحاج محمد سعید نوری صاحب بے چین و بے قرار ہیں وہ روز آنہ عظمت قرآن کے حوالے سے میٹنگ و جلسہ کررہے تھے آج جمعہ کو عالمی یوم قرآن مناکر ایک جوش وجذبہ پیدا کردیا ہے ملنڈ سمیت بھانڈوپ کی سبھی مساجد میں صرف اور صرف عظمت قرآن کے موضوع پر ہی ائمہ نے خطاب کیا جس کا اثر یہ ہوا کہ عوام نے پرجوش انداز میں عظمت قرآن زندہ باد کے نعرہ لگایا متعدد جگہوں سے خبریں موصول ہوئی ہیں کہ مسلمانوں نے قرآن پاک زندہ باد زندہ باد سویڈن حکومت مردہ باد کے نعرے فضاؤں میں گونجے ہیں ساتھ ہی بیرون ممالک کے بہت سارے پیغامات موصول ہوئے ہیں، مفکر اسلام حضرت علامہ فروغ القادری صاحب قبلہ حضرت علامہ فتح احمد بستوی ڈربن وغیرہ نے بھی سویڈن کے خلاف سخت مذمت کئے ہیں وہیں مہاراشٹر، مالیگاوں، ناندیڑ ناسک، پربھنی بلڈانہ اورنگ آباد وغیرہ سمیت اتر پردیش، بہار بنگال اوڈیشہ کرناٹک سمیت دیگر صوبوں میں بھی رضا اکیڈمی کے اعلان کا اثر دیکھا گیا ہے اس سلسلے میں آج دفتر رضا اکیڈمی میں یوم قرآن کی زبردست محفل ہوئی جہاں چھ بار قرآن کریم لکھنے کا اعجاز پانے والے کاتب محمود احمد شیخ کو قائد ملت الحاج محمد سعید نوری صاحب نے بموقع شہادت جامع القرآن حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے موقع پر خدمت قرآن کے اعجاز سے نوازا اور ایک سپاس نامہ بھی نذر کیا جس میں مبلغ تحریک درود وسلام حضرت علامہ محمد عباس رضوی صاحب وغیرہ موجود تھے

فقط: محمد عارف رضوی سکریٹری رضا اکیڈمی

ولادت باسعادت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ

حضور مفتی اعظم قطب عالم مولانا محمد مصطفیٰ رضا خان قادری نوری نور اللہ مرقدہ

مرجع العلماء والفقہاء سیدی حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ الشاہ ابوالبرکات محی الدین جیلانی آل رحمٰن محمد مصطفیٰ رضا صاحب قبلہ نور اللہ مرقدہ کی ولادت باسعادت۔ ۲۲/ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ بروز جمعہ صبح صادق کے وقت بریلی شریف میں ہوئے پیدائشی نام "محمد" عرف "مصطفیٰ رضا" ہے۔ مرشد برحق حضرت شاہ ابوالحسین نوری قدس سرہ العزیز نے آل الرحمن ابوالبرکات نام تجویز فرمایا اور چھ ماہ کی عمر میں بریلی شریف تشریف لاکر جملہ سلاسل عالیہ کی اجازت و خلافت عطا فرمائی اور ساتھ ہی امام احمد رضا قدس سرہ کو یہ بشارت عظمیٰ سنائی کہ یہ بچہ دین وملت کی بڑی خدمت کرے گا اور مخلوق خدا کو اس کی ذات سے بہت فیض پہونچے گا۔ یہ بچہ ولی ہے۔

مرشد کامل کی بشارت: سید المشائخ حضرت شاہ سید ابوالحسین احمد نوری رضی اللہ عنہ نے حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ کو بیعت کرتے وقت ارشاد فرمایا! "یہ بچہ دین وملت کی بڑی خدمت کرے گا اور مخلوقِ خدا کو اس کی ذات سے بہت فیض پہنچے گا۔ یہ بچہ ولی ہے۔ اس کی نگاہوں سے لاکھوں گمراہ انسان دین حق پر قائم ہوں گے۔ یہ فیض کا دریا بہائیگا" سید المشائخ حضرت نوری میاں علیہ الرحمہ نے حلقہ بیعت میں لینے کے بعد قادری نسبت کا دریائے فیض بنا کر ابو البرکات کو امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی گود میں دیتے ہوئے ارشاد فرمایا!!! "مبارک ہو آپ کو یہ قرآنی آیت، واجعل لی وزیرا من اھلی کی تفسیر مقبول ہوکر آپ کی گود میں آگئی ہے۔ آل الرحمن۔ محمد۔ ابوالبرکات محی الدین جیلانی مصطفیٰ رضا" اس مبارک نام پر اگر غور کیا جائے تو سب سے پہلے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ جب کسی شخص میں محاسن کی کثرت ہوتی ہے تو اس کا ہر کام تشنہ توصیف محسوس ہوتا ہے۔ اور ذوق ستائش کسی جامع الصفات شخصیت کو مختلف ناموں سے پکارنے پر مجبور ہوتا ہے۔ اس نام میں پہلی نسبت رحمن سے ہے۔ دوسری نسبت سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے۔ تیسری نسبت سیدنا حضرت غوث اعظم شیخ عبد القادر محی الدین جیلانی علیہ الرحمہ سے ہے۔ تیسری نسبت کے بعد عزیمت میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ سے نسبت ملحوظ رکھی گئی ہے۔ یہ اہتمام تو اکابر کی بالغ نظری نے کیا تھا۔ مگر لاکھوں افراد نے جب اس منبعِ خیر وفلاح اور سرچشمہ ہدایت سے قریب ہوکر فیوض وبرکات حاصل کیے تو وہ بھی اپنے جذبہ ستائش پر قابو نہ پاسکے۔ آج حضرت مفتی اعظم مختلف ناموں سے یاد کیے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے اسمائے صفات کا پرتو انہیں پر ڈالتا ہے جو اس کی بارگاہ میں مقبول ومحبوب ہوجاتے ہیں۔

حصول علم: سخن آموزی کے منزل طے کرنے کے بعد آپ کی تعلیم کا باقاعدہ آغاز ہوا اور آپ نے جملہ علوم وفنون اپنے والد ماجد سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ۔ برادر اکبر حجۃ الاسلام حضرت علامہ شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان۔ استاذ الاساتذہ علامہ شاہ رحم الٰہی منگلوری۔ شیخ العلماء علامہ شاہ سید بشیر احمد علی گڑھی۔ شمس العلماء علامہ ظہور الحسین فاروقی رامپوری سے حاصل کئے اور ۱۸/سال کی عمر میں تقریباً چالیس علوم و فنون حاصل کرکے سند فراغت حاصل کی۔

تدریس: فراغت کے بعد جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف ہی میں مسند تدریس کو رونق بخشی۔ تقریباً تیس سال تک علم وحکمت کے دریا بہائے۔ برصغیر پاک وہند کی اکثر درسگاہیں آپ کے تلامذہ ومستفیدین سے مالامال ہیں۔

طریقہ تعلیم: فقیہ ذی شان مفتی محمد مطیع الرحمن رضوی مدیر عام "الادارۃ الحنفیہ" کشن گنج بہار حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے طریقہ تعلیم اور درس افتاء میں امتیازی شان بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔ حضور مفتی اعظم درسِ افتاء میں اس کا التزام فرماتے تھے کہ محض نفسِ حکم سے واقفیت نہ ہو بلکہ اس کے ماعلیہ ومالہ کے تمام نشیب وفراز ذہن نشین ہوجائیں۔ پہلے آیات واحادیث سے استدلال کرتے، پھر اصولِ فقہ وحدیث سے اس کی تائید دکھاتے اور قواعدِ کلیہ کی روشنی میں اس کا جائزہ لے کر کتب فقہ سے جزئیات پیش فرماتے، پھر مزید اطمینان کیلئے فتاویٰ رضویہ یا اعلیحضرت علیہ الرحمہ کا ارشاد نقل فرماتے۔ اگر مسئلہ میں اختلاف ہوتا تو قولِ راجح کی تعیین دلائل سے کرتے اور اصولِ افتا کی روشنی میں ماعلیہ الفتویٰ کی نشاندہی کرتے۔ پھر فتاویٰ رضویہ یا اعلیحضرت علیہ الرحمہ کے ارشاد سے اس کی تائید پیش فرماتے۔ مگر عموماً یہ سب زبانی ہوتا۔ عام طور سے جواب بہت مختصر اور سادہ لکھنے کی تاکید فرماتے۔ ہاں کسی عالم کا بھیجا ہوا استفتا ہوتا اور وہ ان تفصیلات کا خواستگار ہوتا تو پھر جواب میں وہی رنگ اختیار کرنے کی بات ارشاد فرماتے۔

فقیہ العصر شارح بخاری مولانا محمد شریف الحق امجدی صدر مفتی الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور حضرت امام الفقہاء مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے درسِ افتا اور اصلاح فتاویٰ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں!! "میں گیارہ سال تین ماہ خدمت میں حاضر رہا۔ اس مدت میں چوبیس ہزار مسائل لکھے ہیں، جن میں کم از کم دس ہزار وہ ہیں

بقیہ صفحہ ۳ پر

ہفت روزہ
دی انڈین
مسلم ٹائمز
بمبئی

اداریہ

ایک سوچنے والی بات

ابوظہبی پولیس نے ایک شخص کو گرفتار کیا جو اپنی نئی کار کی صفائی کررہا تھا. اس نے دیکھا کہ اس کا دو سالہ بیٹا ایک کیل لے کر گاڑی کی سائیڈ پر سکریچ لگا رہا ہے۔ باپ غصے میں آ گیا اور اپنے بیٹے کے ہاتھ پہ مارنے لگا یہ سوچے بغیر کہ وہ اسے ہتھوڑے کے ہینڈل سے مار رہا ہے!! باپ کو بعد میں سمجھ میں آیا کہ کیا اُس نے کیا حرکت کی ہے تو فوری طور پر بیٹے کو ہسپتال لے گیا، جہاں معلوم ہوا کہ فریکچر کی وجہ سے بیٹے کی انگلی ضائع ہوگئ ہے۔ بیٹے نے اپنے باپ کو دیکھا تو بڑے معصومانہ انداز سے پوچھا بابا میری انگلی دوبارہ کب آئے گی؟ یہ سوال باپ پر بجلی کی طرح گرا تو وہ باہر نکل کر گاڑی کی طرف بڑھا اور اسے آگ لگادی۔ پھر وہ روتا ہوا اسکے سامنے بیٹھ گیا اور اپنے بیٹے کے ساتھ جو کچھ ہوا اس پر افسوس کرنے لگا۔ جب اس نے گاڑی کے اسکریچ کو غور سے دیکھا تو بچے نے لکھا تھا: "بابا میں آپ سے بہت پیار کرتا ہوں" باپ یہ صدمہ برداشت نہ کرسکا اور اگلے روز اس نے خودکشی کرلی۔ کہانی ختم آیئے تھوڑی دیر کے لیے دوبارہ کہانی کی طرف جاتے ہیں۔ کیا کوئی گاڑی کو ہتھوڑے سے صاف کرتا ہے؟۔ اور ہتھوڑے کا موضوع سے کیا تعلق ہے؟۔ لڑکا دو سال کا ہے، کیا وہ یہ جملہ لکھ سکتا ہے، کہ" بابا میں آپ سے بہت پیار کرتا ہوں؟۔ اور کیا اتنا چھوٹا بچہ بول کر کہہ سکتا ہے: بابا میری انگلی دوبارہ کب آئے گی؟۔ ابوظہبی پولیس اور ریاض کے درمیان کیا کنکشن ہے؟۔ خودکشی کرنے والے باپ کو پولیس نے کیسے پکڑ لیا؟

درحقیقت سوشل میڈیا پر اکثر سیاسی، مذہبی، فرقہ وارانہ پوسٹیں اسی طرح کی ہوتی ہیں اور ہم بغیر سوچے سمجھے ردّعمل کا شکار ہو کر جذبات کی رو میں بہہ جاتے ہیں۔ ہمارا دماغ اور ہماری سوچ ہم سے چوری ہو جاتی ہے اور ہمیں محسوس تک نہیں ہوتا۔ پیغام کتے کے پیچھے بھاگنے سے قبل اپنا کان چیک کرلیا کریں۔

کثرت ازدواج اور دشمنان اسلام

بھارت میں دشمنان اسلام چار شادی کا مسئلہ اٹھا کر ماحول کو خراب کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ اہل عرب زیادہ شادیاں کرتے تھے لہٰذا تعداد گھٹا کر چار کی حد متعین کر دی گئی۔ دراصل تعداد گھٹائی گئی ہے۔ تعداد بڑھائی نہیں گئی ہے۔ عہد ماضی میں دنیا کا ماحول آج کی طرح نہیں تھا۔ قرون ماضیہ میں ہر دھرم کے لوگ اور خاص کر راجے مہاراجے اور مال دار لوگوں کی بہت سی بیویاں ہوتی تھیں۔ ہندو راجے مہاراجے بھی درجنوں بیویاں رکھتے تھے۔ عہد حاضر کا ماحول جداگانہ ہے۔ عصر رواں میں بعض ممالک میں شادی ہی نہیں ہوتی ہے بلا شادی ایک دو بچے پیدا کر لئے جاتے ہیں۔ بھارت میں ہر قوم کے مرد ایک ہی بیوی رکھتے ہیں۔ مذہب اسلام میں گرچہ چار شادی جائز ہے جس کا پس منظر پیش کر دیا گیا۔ لیکن چار شادی جائز ہونے کے باوجود شاید ملک بھر میں کوئی ایک مسلمان بھی ایسا نہیں ملے گا جس کی چار بیوی ہو۔ جب پہلی بیوی سے بچے نہ ہوں تو مجبوری میں بعض لوگ دوسری شادی کر لیتے ہیں لیکن بلا عذر دو بیوی والے بھی شاید ہی مل سکیں۔ ایسی صورت میں حکومت کی قانون سازی سے مسلم معاشرے پر کچھ اثر نہیں ہوگا۔ عدت کو ختم کرنے کی بات ہو رہی ہے۔ اس سے بھی مسلم سماج میں کچھ فرق نہیں پڑے گا۔ حکومت عدت کے اندر شادی کو لازم قرار نہیں دے سکتی ہے۔ تین طلاق کو پہلے ہی کورٹ کے سہارے کالعدم کر دیا گیا لیکن امت مسلمہ حکم شرع کے مطابق تین طلاق کو مانتی ہے اور اس پر عمل کرتی ہے۔ ہر نکاح نکاح ہے۔ نکاح میراث وغیرہ سے متعلق قانون سازی کے بعد معاملہ پیچیدہ اسی وقت ہوگا جب معاملہ کو کورٹ میں لے جایا جائے۔ اگر مساجد کے ائمہ کرام یا علمائے دین سے معاملہ حل کرا لیا جائے تو امید ہے کہ پریشانی نہ ہو۔ حتی الامکان یونیفارم سول کوڈ کی مخالفت کی جائے لیکن ابھی روڈ پر اتر کر احتجاج ومظاہرے نہ کریں۔ بھاجپا کا مقصد یہی ہے کہ مسلمانوں کو ورغلایا جائے تاکہ وہ سڑک پر اتریں پھر کچھ لوگوں کو ہلاک کر کے مسلم ہندو منافرت کا ماحول بنایا جائے اور خود کو ہندوؤں کا مسیحا بتا کر ہندو ووٹ اپنی طرف کرلیا جائے۔ چند مہینوں بعد ہی چار پانچ ریاستوں میں الیکشن ہے اس کے بعد لوک سبھا الیکشن: ۲۰۲۴ ہے۔ ملکی سطح اور ریاستی سطح پر بھاجپا کمزور ہو چکی ہے لہٰذا وہ ہندو ووٹرز کو اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش میں ہے۔ حزب مخالف کی پارٹیوں کے اتحاد کو توڑنے کے لئے ای ڈی، انکم ٹیکس اور سی بی آئی کی کاروائی بھی جاری ہے اور کاروائی کی دھمکی بھی دی جا رہی ہے۔

طارق انور مصباحی

کچھ لوگ جو ہماری زندگی میں گھڑی کی چھوٹی سوئی کی مانند ہوتے ہیں

گھڑی میں تین سوئیاں ہوتی ہیں، جن میں ایک سوئی سیکنڈ کے نام سے مشہور ہے۔ یہ سیکنڈ والی سوئی اپنا وجود تو رکھتی ہے، مگر اس کا ذکر نہیں کیا جاتا، سب یہی کہتے ہیں کہ دس بج کر ۱۵/منٹ ہوگئے ہیں کبھی کسی نے یوں نہیں کہا کہ دس بج کر پندرہ منٹ اور چار سیکنڈ ہوئے ہیں جبکہ یہ سیکنڈ والی سوئی دونوں سے زیادہ محنت اور مشقت کرتی ہے اور ان دونوں کو بھی آگے بڑھنے میں مدد کرتی ہے۔ ہمارے زندگی میں بہت سارے لوگ اسی سیکنڈ والی سوئی کی مانند ہوتے ہیں، جیسا کہ ہمارے والدین اور اساتذہ کرام، جن کا ذکر تو کہیں نہیں ہوتا، لیکن ہمارے آگے بڑھنے میں ان کا کردار ضرور ہوتا ہے۔ اللہ پاک ہمارے والدین اور اساتذہ کرام کو اپنے حفظ وامان میں رکھے.... آمین

یوگا ورزش ہے یا کچھ اور؟

از: غلام مصطفےٰ نعیمی

اکیس جون کو عالمی یوگا ڈے (Yoga Day) منایا گیا۔ اس بار سرکاری مدارس میں بھی یوگا کی مشقیں خوب کی گئیں جس پر مذہبی طبقے میں کافی چہ می گوئیاں ہوئیں اور اس پر دو الگ الگ رائیں سامنے آئیں۔ بعض حضرات کے نزدیک یوگا صرف ایک کسرت اور جسمانی ورزش کا نام ہے جس کا کسی مذہب یا مذہبی رسومات سے کوئی لینا دینا نہیں جب کہ دوسرے حضرات کا ماننا یہ ہے کہ یوگا ایک ہندوانہ رسم اور شرکیہ ثقافت کا حصہ ہے جس سے پرہیز ضروری ہے۔ اس سلسلے میں ہم نے بھی یوگا کو جاننے سمجھنے کی تھوڑی بہت کوشش کی، حالیہ تحریر اسی کا خلاصہ اور لب لباب ہے۔

یوگا کسے کہتے ہیں؟ ہندو مفکرین اور کتابوں کے مطابق یوگا سنسکرت کے لفظ یج (युज:) سے بنا ہے، جسے ہندی میں یوگ اور انگریزی میں یوگا کہتے ہیں۔ جس کا لغوی معنی جوڑنا ہے، پنڈت مدن موہن جھا نے لکھا ہے: "یوگا کا لغوی مطلب جوڑنا ہے جب کہ اصطلاح میں وہ طریقہ ہے جس میں آتما (روح) کو پرماتما سے جوڑا جاتا ہے۔ (ہندی شبدکوش) ویدانتی فلسفے کے مطابق انسان اور پرماتما کے ملن کا نام ہی یوگ ہے۔ اسکندھ پران (स्कंध पुराण) کے مطابق کے جیوِ آتما (روح) اور پرماتما کا الگ الگ ہونا ہی تکلیفوں کا سبب ہے۔ ان کا ایک ہو جانا ہی یوگ ہے۔ لنگ پران (लिंग पुराण) کے مطابق ذہن کی سبھی عادتوں کو ختم کر دینا ہی یوگ ہے۔ کٹھوپ نِشد (कठोपनिषद) کے مطابق جب حواس خمسہ دل کے ساتھ قرار پا جاتے ہیں تو دل دماغ کے ساتھ جا ملتا ہے، اسی حالت کو یوگ کہتے ہیں۔ پھر اس میں اچھے سنسکار (اچھی تہذیب) آنے لگتی ہے اور برے سَنسکار ختم ہونے لگتے ہیں۔ یوگی رام چَرَک (राम चरक) کے مطابق ہم سبھی لامحدود طاقت کے مالک ہیں اور اس طاقت کے رازوں سے شناسائی یوگ میں پوشیدہ ہے۔ (یوگ ایوم آیرویدص ۲، ۱۳ اتراکھنڈ مکت وشوادھالیہ)

ان حوالہ جات سے ثابت ہو جاتا ہے کہ یوگا صرف ایک کسرت نہیں بل کہ خاص مذہبی عمل کا نام ہے، ہاں اس مذہبی عمل میں کچھ پوزیشن ایسی ہیں جو ورزش جیسی ہیں۔ اس لیے جو لوگ اسے صرف کسرت/ریاضت بدنیہ اور ورزش ہی سمجھ رہے ہیں وہ شاید اس کے پس منظر سے واقف نہیں ہیں۔

یوگا کی عالمی پہچان یوں تو یوگا ہندو سماج میں صدیوں سے رائج ہے۔ بھارت کے رشی مُنی اور جوگی صدیوں سے جنگلوں، پہاڑوں اور آشرموں میں یوگا کی تعلیم وتربیت دیتے رہے ہیں لیکن اس عمل کو عالمی پہچان بی جے پی نے دلائی۔ مئی ۲۰۱۴ء میں بی جے پی کی حکومت بنی اور ۱۱/دسمبر ۲۰۱۴ء کو یوگا کو اقوام متحدہ میں منظوری مل گئی۔ اکیس جون کو عالمی یوگا ڈے کے طور پر منایا جانا منظور ہوا۔ پہلی بار اکیس جون ۲۰۱۵ء کو عالمی یوگا ڈے منایا گیا۔ اس کے بعد سے ہر سال یہ دن عالمی پیمانے پر منایا جاتا ہے۔ جو لوگ اسے صرف کسرت یا ورزش مانتے ہیں، وہ غور کریں کہ صرف کسرت وورزش کو عالمی پہچان دلانے کے لیے بی جے پی کو محنت کرنے کی کیا ضرورت تھی، کیا بھارت کے علاوہ دنیا میں کہیں بھی کسرت اور ورزش کا تصور نہیں ہے؟ پوری دنیا میں صحت وتندرستی کے حوالے سے بڑی بیداری پائی جاتی ہے۔ یوروپ ہو یا خطہ عرب، افریقہ ہو کہ ایشیائی ممالک ہر جگہ صحت وتندرستی کے ہزارہا طریقے رائج ہیں۔ اہل چین وجاپان کے کراٹے اور افریقی باشندوں کی جسمانی قوت کس سے پوشیدہ ہے۔ عربوں کی قابل رشک صحت اور یورپین باشندوں کی صحت سے متعلق سنجیدگی سے دنیا واقف ہے، ایسے میں بھاجپا کو بھاگ دوڑ کی کیا پڑی تھی؟ اصل میں یہ صرف ورزش ہے ہی نہیں یہ ہندو روایات کا اہم حصہ ہے۔ اسی لیے بی جے پی اس ہندو روایت کو عالمی پہچان دلانا چاہتی تھی۔ اگر یہ صرف کسرت ہوتی تو کسرت کے لیے ہندی میں وِیایام (व्यायाम) کا لفظ آتا ہے، اسے استعمال کیا جاتا، یوگا نہیں۔ یوگا ان کے یہاں کتنا محترم لفظ ہے اس کا اندازہ اس سے لگا سکتے ہیں کہ ہندو سماج میں یوگا کرنے والے ہر شخص کو یوگی نہیں کہا جاتا بل کہ جو شخص یوگ کو علی وجہ الکمال اختیار کرتا ہے اسے ہی یوگی کا خطاب دیا جاتا ہے۔ اگر یہ صرف کسرت وورزش ہوتی تو ہر کسرت کرنے والے کو یوگی کہا جاتا مگر ایسا نہیں ہے۔ یوگا میں اصولی طور پر صرف وہی آسن استعمال کیے جاتے ہیں جو رشی مُنیوں سے منقول اور دیوتاؤں سے منسوب ہیں۔

چند آسنوں کی تفصیل یہ ہے: یوگا کی شروعات سوریہ نمسکار آسن سے ہوتی ہے جس میں انسان بائیں ٹانگ پر کھڑا ہوتا ہے اور دائیں ٹانگ موڑ کر بائیں گھٹنے پر رکھتا ہے۔ سر سیدھا اور دونوں ہاتھوں کو نمسکار کے انداز میں جوڑ کر آسمان کی جانب بلند کیا جاتا ہے۔

نٹ راج آسن: اسے ہندو دیوتا شِو کی وجہ سے شِو آسن بھی کہا جاتا ہے۔ اس میں بائیں پیر پر کھڑا ہو کر داہنا پیر پیچھے کی جانب لیجاتے ہیں اور داہنے ہاتھ سے اسے پکڑ کر آگے کی جانب جھکتے ہیں۔ شو آسن کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ انسان آلتی پالتی بیٹھتا ہے اور اپنے دونوں پاؤں کے تلوے جانگھوں کی طرف نکال لیتا ہے۔

پدماسن: اس آسن میں آرام سے بیٹھ کر ناک پر انگلی رکھ کر آہستہ آہستہ سانس لی اور چھوڑی جاتی اور اس درمیان اوم کا جاپ کیا جاتا ہے۔ آسنوں کی مختصر تفصیل سے بھی یہ بات صاف ہو جاتی ہے کہ یوگا صرف ورزش نہیں ہندو ثقافت اور ان کی تہذیبی روایت ہے۔ ورنہ ورزش میں تو کوئی بھی مفید طریقہ شامل ہو سکتا ہے۔ پھر بھی جو لوگ اسے صرف ورزش ماننے کی ضد پر ہیں انہیں رَشمی پٹیل نامی ہندو اسکالر کا یہ اقتباس پڑھنا چاہیے: "اگر آپ کو لگتا ہے کہ یوگا کا مطلب صرف جسم کو الگ الگ طریقے سے موڑنا ہے تو پھر وقت آ گیا ہے کہ آپ اپنے نظریے پر پھر سے غور کریں یوگا صرف چند پوزیشنوں تک محدود نہیں ہے بل کہ اس سے کہیں زیادہ ہے۔" (یوگ کیا ہے، از رشمی پٹیل Leverageedu.com)

اکابر علما سے گزارش: حکومت کی حالیہ پالیسیاں اور نظریاتی ایجنڈا کسی سے چھپا نہیں ہے۔ یوگا کا مسئلہ نیا نہیں ہے اس سے پہلے جن گن من کا مسئلہ تھا، اگر کل عزیمت سے کام لیا گیا ہوتا تو شاید آج بات یہاں تک نہ پہنچتی۔ کوئی خواب خرگوش میں نہ رہے کہ بات صرف یوگا تک ہی رک جائے گی آگے سرس وتی وَندنا، ہولی، دیوالی، مہا بھارت اور رام کتھا کے ترغیبی واقعات پر संगोष्ठी اور سیمینار کا حکم بھی جاری ہو سکتا ہے۔ اس لیے سنجیدگی، حکمت اور غیرت ایمانی کے ساتھ شرعی سیمینار بلائیں۔ موجودہ اور آئندہ آنے والے مسائل کے متعلق شرعی خطوط متعین کر کے متفقہ فیصلہ لیں تاکہ سرکاری مدارس کے ساتھ ساتھ پرائیویٹ مدارس اور عام مسلمان بھی بغیر شش وپنج کے خود کو ابتلا وآزمائش سے بچا سکیں۔ ابھی بھی بہت سارے علما ناواقف ہیں، یا ناواقف دکھنے کی کوشش میں ہیں۔ کیوں کہ ابھی تک جماعتی سطح پر کوئی واضح موقف سامنے نہیں آیا ہے اس لیے ابھی سب کچھ جس کی جیسی مرضی مطابق چل رہا ہے۔ اگر حالیہ معاملے کو یوں ہی چھوڑ دیا گیا یا ورزش کی چند پوزیشن اور کفریہ شرکیہ منتروں کے ترک کے ساتھ قبول کر لیا گیا تو کل کو یہ مطالبہ ہولی کے رنگ، دیوالی کے چراغ اور رکھشا بندھن کی راکھی اپنانے تک بھی پہنچے گا، آپ کفریہ شرکیہ کلمات کی بنیاد پر منع کریں گے تو کہہ دیا جائے گا آپ آیت قرآنی صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً پڑھ کر رنگ لگائیں، اندھیرا دور کرنے کی نیت سے دیوالی پر چراغ جلائیں اور حفاظت کی نیت کے ساتھ لڑکی سے راکھی بندھوائیں۔

ذرا سوچیں! اس وقت ہمارے پاس بچاؤ کا کیا راستہ ہوگا؟ کیوں کہ اس وقت بھی جواز کی دلیل وہی رہے گی جو آج یوگا کے لیے استعمال کی جا رہی ہے۔ اس لیے جو علما یوگا کے پس منظر سے ناواقف ہیں وہ معلومات حاصل کریں اور مفتیان کرام اس پر شرعی تقاضوں کے مطابق حکم شرع بیان کریں تاکہ مدارس کا وقار بھی سلامت رہے اور اہل ایمان بھی تہذیبی ارتداد کے فتنے سے محفوظ رہیں۔

☆☆☆☆☆

نہرِ زبیدہ کی تاریخ

ہارون رشید کی بیوی زبیدہ رحمۃ اللہ علیہا بہت ہی دیندار صاحب علم وفضل خاتون تھیں ان کے محل میں ایک ہزار باندیاں چوبیس گھنٹے قرآن پاک کی تلاوت میں مشغول رہتی تھیں۔ ایک دفعہ مکہ مکرمہ میں پانی کی شدید قلت ہوگئی اور پانی کا ایک مشکیزہ دس درہم سے لیکر ایک دینار تک بک گیا۔ حجاج کرام کو بہت تکلیف اٹھانی پڑی۔ زبیدہ رحمۃ اللہ علیہا کو جب اس کی خبر ہوئی تو ان کو بہت دکھ ہوا۔ انہوں نے اپنے انجینئروں کو جمع کر کے حکم دیا کہ کسی طرح مکہ مکرمہ کے لیے پانی کا بندوبست کرو اور پانی کے چشمے تلاش کرو چنانچہ انہوں نے کافی تگ ودو سے ایک چشمہ طائف کے راستے میں اور دوسرا چشمہ نعمان وادی میں دریافت کیا۔ لیکن ان کا پانی مکہ مکرمہ تک پہنچانا بڑا جان جوکھوں کا کام تھا راستے میں پہاڑیاں تھیں جن کو کھودنا انتہائی دشوار تھا لیکن اس نیک خاتون نے حکم دیا کہ جتنا بھی خرچ ہو مکہ مکرمہ کے لیے پانی کا بندوبست کیا جائے اور اگر کوئی مزدور پتھر پر ایک کدال مارنے کی ایک اشرفی بھی طلب کرے تو دے دو۔ چنانچہ تین سال کی شب و روز محنت کے بعد ۳۳/ ہزار میٹر (۳۳ کلومیٹر لمبی) نہر تیار ہوگئی جس کو ریت سے بچانے کے لیے اوپر سے ڈھانپا گیا راستے میں کئی جگہ مسافروں کے پانی پینے کے لیے انتظام کیا گیا اور بارش کے زمانے میں بارش کے پانی کو بھی نہر میں ڈالنے کا بندوبست کیا گیا اس میں ایسا مصالحہ استعمال کیا گیا کہ اس کا پانی رِس کر ریتلی زمین میں جذب نہ ہو، نہر کی تیاری پر ۰ ۷/لاکھ دینار خرچ ہوئے۔ جب حساب کا پرچہ ملکہ کو پیش کیا گیا تو اس وقت وہ دریائے دجلہ کے کنارے اپنے محل میں بیٹھی تھی اس نے وہ پرچہ لیکر اس کو دیکھے بغیر یہ کہہ کر پانی میں بہا دیا کہ "حساب کو حساب کے دن کے لیے چھوڑا" اور کہا جس نے مجھ سے اس حساب میں کچھ لینا ہو لے لے، نہر کے مکمل ہونے پر بہت خوشی منائی گئی اور تعمیر کرنے والوں کو بہت سے انعام واکرام سے نوازا گیا۔ اور نہر کا نام "عین المشاش" رکھا گیا۔ مگر اللہ تعالیٰ کو اس کا یہ عمل ایسا پیارا لگا کہ یہ نہر ''نہر زبیدہ رحمۃ اللہ علیہا'' کے نام سے ہی مشہور ہو گئی۔ نہر زبیدہ ۱۲۰۰/ برس تک مشاعر مقدسہ اور مکہ مکرمہ میں پانی کی فراہمی کا بڑا ذریعہ رہی۔ آج کے دور میں ماہر آرکیٹکٹ اور انجینیئر حیران ہیں کہ صدیوں پہلے فراہمی آب کے اس عظیم الشان منصوبے کو کیسے تکمیل تک پہنچایا گیا۔ نہر زبیدہ کا منصوبہ اُس وقت کے ماہرین نے ۱۰/سال کے عرصے میں مکمل کیا۔ اللہ تعالیٰ پورے عالمی اسلام میں ایسے کاموں کے توفیقات عطا فرمائے، اور ہم سب میں جزبہ خیر سگالی، جزبہ ایثار، خدمت خلق، حقوق العباد اور اخلاص پیدا کرے. آمین ثم آمین یارب العالمین.

ہفت روزہ
دی انڈین مسلم ٹائمز بمبئی
جلد نمبر 28 شمارہ نمبر 04
پرنٹر پبلیشر ایڈیٹر عبدالکریم
بھارت لیتھو پریس فارس روڈ ممبئی ۸ سے چھپوا کر ۵۲/ڈونٹاد اسٹریٹ ممبئی 9 سے شائع کیا۔
سالانہ ممبر شپ
۲۰۰/ روپیے
مالک: عبدالغفار رضوی
ٹیلی فون: 022-23454585

مسلم ٹائمز کے خریدار بنیئے
ہفت روزہ مسلم ٹائمز جو مسلسل کئی سال سے کام یابی کے ساتھ شائع ہو رہا ہے اور قارئین سے داد و تحسین وصول کررہا ہے۔ جس میں مذہبی، ملّی، ملکی خبریں ومضامین شائع کیے جاتے ہیں۔ مسلم ٹائمز اخبار کے ممبر بنئے اور اپنی معلومات میں اضافہ کیجیے۔ آج ہی مسلم ٹائمز کے دفتر سے رابطہ قائم کریں۔
سالانہ فیس 200 روپے
پتہ: دی انڈین مسلم ٹائمز، ۵۲، ڈونٹاڈا اسٹریٹ، کھڑک ممبئ۔۹، فون: 022-23454585

گھر بیٹھے
ہفتہ روزہ مسلم ٹائمز
منگوایئے صرف اور صرف
سالانہ فیس
200
روپے
آپ کا محبوب اخبار آپ کے ہاتھ میں

بقیہ صفحہ نمبر ۱ سے آگے

حضور مفتی اعظم قطب عالم مولانا محمد مصطفی رضا خان قادری نوری نور اللہ مرقدہ

جن پر حضرت مفتی اعظم کی تصحیح وتصدیق ہے۔ عالم یہ ہوتا کہ دن بھر بلکہ بعد مغرب بھی دو گھنٹے تک حاجت مندوں کی بھیڑ رہتی۔ یہ حاجت مند خوشخبری لے کر نہیں آتے، سب اپنا اپنا دکھڑا سناتے، غم آگیں واقعات سننے کے بعد دل ودماغ کا کیا حال ہوتا ہے وہ سب کو معلوم ہے۔ اتنے طویل عرصے تک اس غم آفریں ماحول سے فارغ ہونے کے بعد، عشا بعد پھر تشریف رکھتے اور میں اپنے لکھے ہوئے مسائل سناتا۔ میں گھسا پٹا نہیں، بہت سوچ سمجھ کر، جانچ تول کر مسئلہ لکھتا، مگر واہ رے مفتی اعظم۔ اگر کہیں ذرا بھی غلطی ہے، یا لوچ ہے یا بے ربطی ہے۔ یا تعبیر غیر مناسب ہے۔ یا سوال کے ماحول کے مطابق جواب میں کمی بیشی ہے۔ یا کہیں سے کوئی غلط فہمی کا ذرا بھی اندیشہ ہے فوراً اس پر تنبیہ فرمادیتے اور مناسب اصلاح۔ تنقید آسان ہے مگر اصلاح دشوار۔ جو لکھا گیا ہے وہ نہیں ہونا چاہیے، اس کو کوئی بھی ذہین نقاد کہہ سکتا ہے، مگر اسکو بدل کر کیا لکھا جائے، یہ جوئے شیر لانے سے کم نہیں ہے۔ مگر ستر سالہ مفتی اعظم کا دماغ اور علم ایسا جوان تھا کہ تنقید کے بعد فوراً اصلاح فرمادیتے اور ایسی اصلاح کہ پھر قلم ٹوٹ کر رہ جاتا" کبھی ایسے جاں فزا تبسم کے ساتھ کہ قربان ہونے کا جذبہ حد اضطرار کو پہنچ جائے۔ کبھی ایسے جلال کے ساتھ کہ اعصاب جواب دے جائیں۔ مگر اس جلال کو کون سا نام دیں جس کے بعد مخاطب کی جرأت رندانہ اور بڑھ جاتی۔ کیا کیجئے گا اگر جلال سے مرعوب ہو کر چپ رہتے تو اور جلال بڑھتا، بڑھتا رہتا، یہاں تک کہ مخاطب کو عرض ومعروض کرنا ہی پڑتا۔ یہ جلال وہ جلال تھا کہ جو اس کا مورد بنا کندن ہوگیا۔ یہ مجلس آدھی رات سے پہلے کبھی ختم نہ ہوتی۔ بارہا رات کے دو بج جاتے اور رمضان شریف میں تو سحری کا وقت روز ہوجاتا۔ بارہا ایسا ہوتا کہ حکم کی تائید میں کوئی عبارت نہ ملتی تو میں اپنی صواب دید سے حکم لکھ کر دیتا۔ کبھی دور دراز کی عبارت سے تائید لاتا۔ مگر مفتی اعظم ان کتابوں کی عبارتیں جو دارالافتاء میں نہ تھیں زبانی لکھوادیتے۔ میں حیران رہ جاتا۔ یا اللہ کبھی کتاب کا مطالعہ کرتے نہیں، یہ عبارتیں زبانی کیسے یاد ہیں؟ پیچیدہ سے پیچیدہ دقیق سے دقیق مسائل پر بداہۃً ایسی تقریر فرماتے کہ معلوم ہوتا تھا اس پر بڑی محنت سے تیاری کی ہے۔ سب جانتے ہیں کہ کلام بہت کم فرماتے مگر جب ضرورت ہوتی تو ایسی بحث فرماتے کہ اجلہ علماء انگشت بدنداں رہ جاتے۔ کسی مسئلہ میں فقہا کے متعدد اقوال ہیں تو سب دماغ میں ہر وقت حاضر رہتے۔ سب کے دلائل، وجوہ ترجیح اور قولِ مختار ومفتی بہ پر تیقن اور ان سب اقوال پر اس کی وجہ ترجیح سب ازبر۔ باب نکاح میں ایک مسئلہ ایسا ہے جس کی بہتّر صورتیں ہیں اور کثیر الوقوع بھی ہیں۔ پہلی بار جب میں نے اس کو لکھا، سوال مبہم تھا۔ میں نے بیس، پچیس شق قائم کر کے چار ورق فل اسکیپ کاغذ پر لکھا جب سنانے بیٹھا تو فرمایا!" یہ طول طویل شق در شق جواب کون سمجھ پائیگا؟ پھر اگر لوگ ناخدا ترس ہوئے تو جو شق اپنے مطلب کی ہوگی اس کے مطابق واقعہ بنالیں گے۔ آج ہندوستان میں یہ صورت رائج ہے اسی کے مطابق حکم لکھ کر بھیج دیں یہ قید لگا کر کہ آپ کے یہاں یہی صورت تھی تو حکم یہ ہے" یہ جواب فل اسکیپ کے آدھے ورق سے بھی کم پر مع تائیدات آگیا۔ اس واقعہ نے بتایا کہ کتب بینی سے علم حاصل کر لینا اور بات ہے اور فتویٰ لکھنا اور بات۔

مجاهدانہ زندگی : آپ کی ۹۲/ سالہ حیات مبارکہ میں زندگی کے مختلف موڑ آئے۔ کبھی شدھی تحریک کا قلع قمع کرنے کیلئے جماعت رضائے مصطفی کی صدارت فرمائی اور باطل پرستوں سے پنجہ آزمائی کیلئے سر سے کفن باندھ کر میدان خارزار میں کود پڑے، لاکھوں انسانوں کو کلمہ پڑھایا اور بے شمار مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت فرمائی۔ قیام پاکستان کے نعرے اور خلافت کمیٹی کی آوازیں بھی آپ کے دور میں اٹھیں اور ہزاروں شخصیات اس سے متاثر ہوئیں۔ نسبندی کا طوفان بلاخیز آپ کے آخری دور میں رونما ہوا اور بڑے بڑے ثابت قدم متزلزل ہو گئے لیکن ہر دور میں آپ استقامت فی الدین کا جبل عظیم بن کر ان حوادث زمانہ کا مقابلہ خندہ پیشانی سے فرماتے رہے۔ آپ نے اس دور پر فتن میں نسبندی کی حرمت کا فتوی صادر فرمایا جبکہ عموماً دینی ادارے خاموش تھے، یا پھر جواز کا فتوی دے چکے تھے۔

عبادت وریاضت: سفر وحضر ہر موقع پر کبھی آپ کی نماز پنجگانہ قضا نہیں ہوتی تھی، ہر نماز وقت پر ادا فرماتے، سفر میں نماز کا اہتمام نہایت مشکل ہوتا ہے لیکن حضرت پوری حیات مبارکہ اس پر عامل رہے۔ اس سلسلہ میں چشم دید واقعات لوگ بیان کرتے ہیں کہ نماز کی ادائیگی واہتمام کیلئے ٹرین چھوٹنے کی بھی پرواہ نہیں فرماتے تھے، خود نماز ادا کرتے اور ساتھیوں کو بھی سخت تاکید فرماتے۔

زیارت حرمین شریفین : آپ نے تقسیم ہند سے پہلے دو مرتبہ حج وزیارت کیلئے سفر فرمایا، اس کے بعد تیسری مرتبہ ۱۳۹۱ھ/۱۹۱۷ء میں جب کہ فوٹو لازم ہو چکا تھا لیکن آپ اپنی حزم واحتیاط پر قائم رہے لہٰذا آپ کو پاسپورٹ وغیرہ ضروری پابندیوں سے مستثنیٰ قرار دے دیا گیا اور آپ حج وزیارت کی سعادت سے سرفراز ہوئے۔

سفر حج و مسئلہ تصویر: آپ نے تین مرتبہ حج وزیارت کی سعادت حاصل کی مگر کبھی تصویر نہیں بنوائی بلکہ ہر بار بغیر تصویر کے پاسپورٹ سے حج پر تشریف لے گئے۔ تیسری مرتبہ حج بیت اللہ پر جاتے وقت حکومت بھارت کی جانب سے پاسپورٹ پر تصویر لگانے کا قانون سخت ہو گیا تھا۔ چنانچہ آپ سے تصویر لگانے کا کہا گیا تو آپ نے برجستہ انکار کرتے ہوئے فرمایا" مجھ پر جو حج فرض تھا وہ میں نے کر لیا، اب نفل حج کیلئے اتنا بڑا ناجائز کام کر کے دربار مصطفوی میں کیسے حاضر ہو سکتا ہوں، میں تصویر ہرگز نہیں کھنچواؤں گا۔ جب اس سے قبل گیا تھا، اس وقت تصویر کی پابندی نہیں تھی۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ جس رسول محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت مطہرہ میں تصویر کھنچوانا، رکھنا، بنانا سب حرام ہے، میں اس رسول محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں تصویر کھنچوا جاؤں، یہ مجھ سے نہیں ہوگا"۔ حضور تاجدار مدینہ سرور قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے اس غلام کی استقامت واتباع سنت کی یہ ادا پسند آئی تو اپنے دربار میں حاضری کیلئے خصوصی انتظام فرمایا اور احباب نے جب بغیر تصویر پاسپورٹ کیلئے کوشش کی تو حکومت ہند اور حکومت سعودی عرب نے آپ کو خصوصی اجازت نامہ جاری کیا اور پھر جب آپ جدہ پہنچے تو آپ کا شاندار استقبال کیا گیا اور جب مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو برہنہ پا پیادہ آنکھوں سے آنسو جاری اور جسم پر رقت طاری تھی اور حاضری مدینہ طیبہ کا بڑا پُر کیف و ایمان افروز منظر تھا۔

فتوی نویسی کی مدت : آپ کے خاندان کا یہ طرہ امتیاز رہا ہے کہ تقریباً ڈیڑھ سو سال سے فتویٰ نویسی کا گراں قدر فریضہ انجام دے رہا ہے۔ ۱۲۸۱ھ میں سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے جد امجد امام العلماء حضرت مفتی رضا علی خاں صاحب قدس سرہ نے بریلی کی سرزمین پر مسند افتاء کی بنیاد رکھی، پھر اعلیٰ حضرت کے والد ماجد علامہ مفتی نقی علی خاں صاحب قدس سرہ نے یہ فریضہ انجام دیا اور متحدہ پاک وہند کے جلیل القدر علماء میں آپ کو سرفہرست مقام حاصل تھا، ان کے بعد امام احمد رضا قدس سرہ نے تقریباً نصف صدی تک علوم ومعارف کے دریا بہائے اور فضل وکمال کے ایسے جوہر دکھائے کہ علمائے ہند ہی نہیں بلکہ فقہائے حرمین طیبین سے بھی خراج تحسین وصول کیا اور سب نے بالاتفاق چودہویں صدی کا مجدد اعظم تسلیم کیا۔ آپ کے وصال اقدس کے بعد آپ کے فرزند اکبر حجۃ الاسلام نے اس منصب کو زینت بخشی اور پھر باقاعدہ سیدنا حضور مفتی اعظم کو یہ عہدہ تفویض ہوا جس کا آغاز خود امام احمد رضا کی حیات طیبہ ہی میں ہو چکا تھا۔ آپ نے مسئلہ رضاعت سے متعلق ایک فتویٰ نوعمری کے زمانے میں بغیر کسی کتاب کی طرف رجوع کئے تحریر فرمایا تو اس سے متاثر ہو کر امام احمد رضا نے فتویٰ نویسی کی عام اجازت فرمادی اور مہر بھی بنوا کر مرحمت فرمائی جس پر یہ عبارت کندہ تھی ''ابو البرکات محی الدین جیلانی آل الرحمن محمد عرف مصطفی رضا'' یہ مہر دینی شعور کی سند اور اصابت فکر کا اعلان تھی۔ بلکہ خود امام احمد رضا نے جب پورے ہندوستان کے لئے دارالقضاء شرعی کا قیام فرمایا تو قاضی ومفتی کا منصب صدر الشریعہ، مفتی اعظم اور برہان الحق جبل پوری قدس اسرارہم کو عطا فرمایا۔ غرضکہ آپ نے نصف صدی سے زیادہ مدت تک لاکھوں فتاویٰ لکھے۔ اہل ہند وپاک اپنے الجھے ہوئے مسائل آپ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوتے اور ہر پیدا ہونے والے مسئلہ میں فیصلہ کے لئے نگاہیں آپ ہی کی طرف اٹھتی تھیں۔ آپ کے فتاوی کا وہ ذخیرہ محفوظ نہ رہ سکا ورنہ آج وہ اپنی ضخامت و مجلدات کے اعتبار سے دوسرا فتاوی رضویہ ہوتا۔

بعض مشاهیر تلامذہ

بعض مشہور تلامذۂ کرام کے اسماء اس طرح ہیں جو بجائے خود استاذ الاساتذہ شمار کئے جاتے ہیں۔

- شیر بشئہ اہل سنت حضرت علامہ محمد حشمت علی خاں صاحب قدس سرہ
- محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی سردار احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- فقیہ عصر مولانا مفتی محمد اعجاز ولی خاں صاحب بریلی شریف رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- فقیہ عصر شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- محدث کبیر علامہ محمد ضیاء المصطفی اعظمی شیخ الحدیث الجامعۃ الاشرفیہ
- بلبل ہند مفتی محمد رجب علی صاحب نانپاروی، بہرائچ شریف
- شیخ العلماء مفتی غلام جیلانی صاحب گھوسوی

مستفیدین اور درس افتاء کے تلامذہ کی فہرست نہایت طویل ہے جن کے احاطہ کی اس مختصر میں گنجائش نہیں، صرف اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ آسمان افتاء کے آفتاب وماہتاب بنکر چمکنے والے مفتیان عظام اسی عبقری شخصیت کے خوان کرام کے خوشہ چین رہے جس سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ حضور مفتی اعظم ہند کو افتاء جیسے وسیع وعظیم فن میں ایسا تبحر اور ید طولیٰ حاصل تھا کہ ان کے دامن فضل وکرم سے وابستہ ہو کر ذرے ماہتاب بن گئے۔

بعض مشاهیر خلفاء

- مفسر اعظم ہند مولانا محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں بریلی شریف
- غزالی دوراں علامہ سید احمد سعید صاحب کاظمی، ملتان پاکستان
- مجاہد ملت علامہ حبیب الرحمن صاحب رئیس اعظم اڑیسہ
- شیر بیشہ اہل سنت مولانا حشمت علی خاں صاحب، پیلی بھیت
- رازی زماں مولانا حاجی مبین الدین صاحب امروہہ، مرآداباد
- شہزادۂ صدر الشریعہ مولانا عبد المصطفی صاحب ازہری کراچی، پاکستان
- شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق صاحب امجدی گھوسی، اعظم گڑھ
- شمس العلماء مولانا قاضی شمس الدین احمد صاحب جونپور
- محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد صاحب لائل پور، پاکستان
- خطیب مشرق مولانا مشتاق احمد صاحب نظامی الہ آباد۔
- پیر طریقت مولانا قاری مصلح الدین صاحب کراچی پاکستان
- استاذ العلماء مولانا محمد تحسین رضا خاں صاحب بریلی شریف
- قائد ملت مولانا ریحان رضا خاں صاحب بریلی شریف
- تاج الشریعہ مولانا محمد اختر رضا خاں صاحب بریلی شریف
- پیر طریقت مولانا سید مبشر علی میاں صاحب بہیڑی بریلی شریف
- فاضل جلیل مولانا سید شاہد علی صاحب الجامعۃ الاسلامیہ رامپور
- حضرت مفتی محمد خلیل خاں برکاتی، پاکستان
- حضرت سید امین میاں قادری برکاتی، مارہرہ شریف، انڈیا
- حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی، انڈیا
- حضرت مفتی محمد حسین قادری، سکھر، پاکستان
- حضرت مولانا عبد الحمید پالمر، ساؤتھ افریقہ
- حضرت علامہ مولانا شیخ عبد الهادی القادری، ساؤتھ افریقہ وغیرہ

☆☆☆☆☆

بقیہ: شہادت امیر المؤمنین --

کیونکہ اگر میں اللہ پاک کی بارگاہ میں مقبول ہوا مجھے دنیا سے بہتر کفن مل جائے گا اور اگر میں اللہ پاک کی بارگاہ میں مقبول نہ ہوا تو یہ کفن میرے پاس نہیں رہے گا اور مجھ سے چھین لیا جائے گا۔ میری قبر کو زیادہ لمبی اور چوڑی نہ کرنا کیونکہ اگر میں اللہ پاک کے نزدیک معتبر ہوا تو وہ میری قبر کو حدنگاہ وسیع کر دے گا ورنہ میری قبر جتنی مرضی چوڑی ہو وہ اتنی تنگ کر دی جائیگی کہ میری پسلیاں ٹوٹ جائیں۔ آپ ۲۶/ذی الحجہ ۲۳/ہجری کو زخمی ہوئے تھے۔ آپ کا وصال یکم محرم الحرام ۲۴/ہجری بروز ہفتہ کو ہوا۔ (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن) وصال کے وقت آپ کی عمر مبارکہ قریباً ۶۳/ برس تھی۔ آپ کو امیر المومنین سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ آپ کو بیری کے پتوں میں ابلے ہوئے پانی سے تین مرتبہ غسل دیا گیا۔ آپ کی نماز جنازہ حضرت صہیب رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی جو کہ نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے منبر اور مزار کے درمیان ریاض الجنۃ میں ادا کی گئی جبکہ حضرت سیدنا عثمان غنی، حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا، حضرت زبیر بن العوام، حضرت عبد الرحمن بن عوف اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آپ کے جسم مبارکہ کو قبر مبارک میں اتارا۔ اللہ رب العزت ہم سب کے صغیرہ کبیرہ گناہوں کو معاف فرمائے بروز قیامت آقائے دو جہاں سرور کون ومکاں کی شفاعت نصیب فرمائے۔ آمین

اسلامی سال کا آغاز ماہ محرم الحرام سے ہوتا ہے

اسلامی سال کا آغاز ماہ محرم سے ہوتا ہے۔ امم سابقہ میں بھی یہ معظم سمجھا جاتا تھا کیونکہ بہت سے انبیاء کرام ومرسلین عظام علیہم السلام اس محترم مہینہ کی دسویں تاریخ کو انعام واکرام خداوندی سے مختلف صورتوں میں نوازے گئے۔ اس آیت میں بھی یہ ماہ مقدس ومحترم ہے

:ماہ محرم کی فضیلت:

حدیث شریف میں ہے: ''محرم'' اللہ کے لئے ہے اس کی تعظیم کرو۔ جس نے ماہ محرم کی قدر کی اللہ تبارک وتعالیٰ اسے جنت میں عزت عطا فرمائے گا اور دوزخ سے نجات دے گا۔

:ماہ محرم کی شب اول کی نماز وذکر:

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جو شخص ماہ محرم الحرام کی شب اول میں شب بیداری کرے اور آٹھ رکعات نفل اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص دس بار پڑھے تو میں بروز قیامت اس کی اور اس کے گھر والوں کی شفاعت کروں گی۔ اگر چہ اس پر دوزخ کی آگ واجب ہو چکی ہو۔ کتاب الوارد میں ہے کہ جو محرم کی پہلی رات میں دو رکعت نفل پڑھتا ھے اور بعد سلام ہاتھ اٹھا کر یہ دعا اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ وَ تَجَاوَزْ عَنِّیْ وَاحْفَظْنِیْ مِنْ کُلِّ آفَۃٍ۔ پڑھے وہ تمام سال جملہ آفات وبلیات سے امان میں رہے گا۔

:یکم محرم کا روزہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ذی الحجہ کے آخری دن اور محرم کے پہلے دن روزہ رکھا گویا اس نے گزشتہ سال کو روزوں میں ختم کیا (یعنی سال بھر روزہ رکھا) اور آئندہ سال کو بھی روزہ سے شروع کیا۔ اللہ نے اس کے پچاس برس کے گناہوں کا اس روزہ کا کفارہ بنا دیا۔

:یکم اور ۲۹/۳۰ محرم کا روزہ:

ایک حدیث میں ہے کہ فرمایا جو شخص ماہ محرم کی پہلی تاریخ اور انتیس وتیس تاریخ کا روزہ رکھے۔ اور راتوں کو قیام (نوافل وتلاوت) کرے اس کے نامۂ اعمال میں تیس برس کی عبادت کا ثواب لکھا جائے گا۔ اور پل صراط پر گزرنا آسان ہوگا۔ اور اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی مانند چمکتا ہوگا۔

:محرم کے عشرۂ اول کا روزہ:

حدیث شریف میں ہے کہ جس نے محرم کے شروع میں دس روزے رکھے اس کے لئے ایسا ثواب ہے کہ گویا اس نے دس ہزار برس اللہ تبارک وتعالیٰ کی ایسی عبادت کی کہ دن میں روزہ رکھا اور رات میں قیام کیا۔

جیسا کہ ہمارا دستور ہے کہ جب ہمارے یہاں کوئی باعزت اور باعظمت ذات کی آمد ہوتی ہے تو ہم اس کا گرمجوشی سے استقبال کرتے ہیں، اسی طرح ہمیں ماہِ محرم الحرام کی آمد پر بھی اس کا استقبال کرنا چاہئے، اس کے استقبال کا طریقہ یہ ہے کہ جب اس مہینے کی ابتدا ہو اور اس کا چاند نظر آجائے تو مندرجہ ذیل دعا پڑھی جائے، اس دعا کی برکت سے اللہ عزوجل ہمیں پورے سال خیر و برکت عطا فرمائے گا:

"اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْاَبَدِیُّ الْقَدِیْمُ وَ ھٰذِہٖ سَنَۃٌ جَدِیْدَۃٌ اَسْئَلُكَ فِیْھَا الْعِصْمَۃَ مِنَ الشَّیْطٰنِ وَ اَوْلِیَآئِہٖ وَ الْعَوْنَ عَلٰی ھٰذِہِ النَّفْسِ الْاَمَّارَۃِ بِالسُّوْءِ وَ الْاِشْتِغَالَ بِمَا یُقَرِّبُنِیْ اِلَیْكَ یَا کَرِیْمُ" ترجمہ: اے اللہ تعالیٰ تو ہمیشہ رہنے والا قدیم ہے اور یہ نیا سال ہے، میں اس میں شیطان اور اس کے ساتھیوں سے بچاؤ کی تجھ سے دعا کرتا ہوں اور جو برائی کا بہت زیادہ حکم دینے والے نفس کے مقابلہ میں نصرت و اعانت کا اور ایسے اعمال میں مشغول ہونے کا سوال رکتا ہوں جو مجھے تیرے قریب کر دیں، اے مہربان اللہ۔ اس دعا کی فضیلت یہ ہے کہ جو شخص محرم الحرام کا چاند دیکھ کر اسے پڑھتا ہے شیطان کہتا ہے کہ ہائے ہم اس شخص سے ناامید ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ اس دعا کے پڑھنے والے پر دو فرشتے مقرر فرما دیتا ہے جو پورے سال اس کی نگہبانی کرتے رہتے ہیں۔ (زینۃ المحافل ۱، ۵۹۵)

Postal Regd.NO.MCE/57/2021-2023 R.N.I. NO. 57110/93

THE INDIAN MUSLIM TIMES WEEKLY

Office Add.: 52 Dontad Street, 1st Floor, Khadak, Mumbai 400009

VOL: 28 , ISSUE NO: 04 DATE: 17 July to 23 July 2023. Rs.5/-

Email:- mumbai.razaacademy@gmail.com ☎022-23454585

To

یکساں سول کوڈ کے تعلق سے رضا اکیڈمی کے وفد نے پرکاش امبیڈکر سے کی ملاقات

ایسے قانون کو ہم ہرگز تسلیم نہیں کریں گے جو ہماری شریعت میں مداخلت کرے: الحاج محمد سعید نوری

ممبئی: ۱۲؍جولائی رضا اکیڈمی کے سربراہ محافظ ناموس رسالت اسیر مفتیٔ اعظم الحاج محمد سعید نوری نے یکساں سول کوڈ کی مخالفت میں اپنے وفد کے ساتھ دلت سماج کے مشہور لیڈر جناب پرکاش امبیڈکر سے ملاقات کی اس موقع پر الحاج محمد سعید نوری نے مسلمانوں کی نمائیندگی کرتے ہوئے کہا کہ یکساں سول کوڈ سراسر ہماری شریعت میں مداخلت کرتا ہے مسلمانوں کے علاوہ یہ قانون دیگر مذاہب اور قبائل کے رسم ورواج پر اپنا منفی اثر پیدا کریگا یاد رہے کہ دستور ہند میں سب کو اپنے مذہب پر عمل پیرا ہونے کا حق حاصل ہے مسلمان عام طور پر یکساں سول کوڈ کو اپنے مذہبی امور میں مداخلت کے طور پر دیکھتے ہیں۔نوری صاحب نے پرکاش امبیڈکر کے سامنے یکساں سول کوڈ کے تعلق سے جو خدشات ہیں ان کو بھرپور طریقے سے پیش کیا جس پر جناب پرکاش امبیڈکر نے کہا کہ آپ فکر نہ کریں ہم آپ کے شانہ بشانہ کھڑے ہیں امبیڈکر صاحب نے مزید کہا کہ یہ صرف آپ کا ہی مسئلہ نہیں بلکہ دیش کی اکثریت اس سے متاثر ہوگی۔انہوں نے کہا کہ ہم اس کی ہر طریقے سے مخالفت کریں گے مزید امبیڈکر صاحب نے کہا کہ حالیہ دنوں یونیفارم سول کوڈ میں پرنٹ میڈیا میں میری طرف سے یہ بیان شائع کیا گیا ہے کہ میں نے اس قانون کی حمایت کی ہے جبکہ میرا اس حوالے سے موقف پہلے سے ہی بہت سخت ہے ہم تو خود آر ایس ایس کی پالیسی کے خلاف لڑ رہے ہیں ہمارے بیان کو توڑ موڑ کر پیش کیا گیا ہے علماء کرام نے ونچت کے موقف کی تائید کی اور کہا کہ پچھلے دنوں جس طرح سے حضرت اورنگزیب عالمگیر کے نام پر ریاست میں فساد برپا کیا گیا ہم نے ان کے مقبرے پر حاضری دیکر ایک بہت بڑے فساد کو ٹال دیا ہے جس پر وفد نے اطمینان کا اظہار کیا اور ساتھ ہی مبارکباد پیش کی وفد میں شامل پیر طریقت حضرت مولانا ولی اللہ شریفی صاحب نے کہا کہ یونیفارم سول کوڈ دراصل ۲۰۲۴ء الیکشن جیتنے کا ہتھکنڈہ ہے جس کا واویلا شروع کر کے اقلیتوں کو خوف زدہ کرنا ہے اس لئے ہمیں حکمت عملی سے کام کرنے کی ضرورت ہے وفد نے پرکاش امبیڈکر سے مل کر خوشی کا اظہار کیا اور امید ظاہر کی ہے کہ آپ اسی طرح سے مسلم دلت ادیواسی قبائلی لوگوں کے حقوق کی لڑائی لڑتے رہیں گے اس موقع پر ممبئی ونچت صدر ابوالحسن خان بھی موجود تھے وفد میں حضرت مولانا محمد عباس رضوی ،مولانا سید ریحان رضا صاحب، مولانا محمد ظفر الدین رضوی، مولانا قاری محمد ہارون رضوی صاحب، مولانا کمال اشرف چشتی سمیر ایڈوکیٹ، ناظم خان رضوی، یاسین بھائی محمد اول شریف، وغیرہ موجود تھے

از: فقط محمد عارف رضوی

شہادت امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مدینہ منورہ میں مغیرہ بن شعبہ کا ایک نصرانی غلام فیروز ابولولو رہتا تھا جو کہ نہاوند کے معرکہ میں قید ہوکر مدینہ منورہ میں لایا گیا تھا۔ایک دن فیروز ابولولوا امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ میرا آقا مجھ سے زیادہ محصول وصول کرتا ہے ۔ امیر المومنین نے اس سے محصول کی رقم دریافت کی تو اس نے کہا کہ دو درہم روزانہ ،امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے دریافت کیا کہ تم کام کیا کرتے ہو؟ اس نے کہا کہ امیر المومنین میں نقاشی اور نجاری کا کام کرتا ہوں۔آپ نے فرمایا کہ ان ہنروں کے آگے یہ رقم زیادہ نہیں۔فیروز ابولولو نے جب یہ سنا تو وہ امیر المومنین سے دل میں بغض رکھنے لگا۔ذی الحجہ ۲۳؍ہجری نماز فجر کے وقت جب تمام مسلمان مسجد نبوی میں نماز کے لئے جمع ہوئے تو فیروز ابولولو ایک تیز دھار خنجر لے کر مسجد نبوی میں داخل ہوا۔ امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز فجر کے وقت تشریف لائے اور نماز کے لئے صفیں درست کروانے لگے۔جب آپ صفیں درست کروانے کے بعد امامت کے لئے کھڑے ہوئے اور تکبیر کہہ کر نماز شروع کی تو فیروز ابولولو اس دوران نمازیوں کی صفیں چیرتا ہوا تیزی سے آگے بڑھا اور آپ پر یکے بعد دیگرے چھ وار کئے جن سے ایک وار زیر ناف لگا جس سے آپ نڈھال ہو گئے۔آپ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف کو پکڑ کر امامت کے لئے آگے کیا اور آپ بے ہوش گئے۔فیروز ابولولو نے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حملہ کرنے کے بعد بھاگنے کی کوشش کی اور جب لوگوں نے اسے پکڑ لیا تو فیروز ابولولو نے اپنے ہی خنجر سے خودکشی کر لی۔نماز فجر ادا کرنے کے بعد امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گھر لایا گیا۔آپ نے ہوش میں آتے ہی پوچھا میرا قاتل کون ہے؟ آپ کو بتایا گیا کہ فیروز ابو لولو اور اس نے اپنے خنجر سے خود ہی خودکشی کر لی ہے۔آپ نے اللہ رب العالمین کا شکر ادا کیا کہ میرا قاتل کوئی مسلمان نہیں ہے اس دوران طبیب کو بلایا گیا جس نے آپ کو دودھ اور نبیذ پلایا جو کہ زخم کے راستے سے باہر نکل آیا۔آپ کی حالت آہستہ آہستہ مزید خراب ہونے لگی۔ آپ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ بن عمر کو ام المومنین سیدتنا حضرت عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھیجا کہ وہ انہیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو میں سپرد خاک ہونے کی اجازت مرحمت فرمادیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر جب اُم المومنین سیدتنا حضرت عائشۃ الصدیقہ کے پاس پہنچے اور ان سے امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خواہش کا اظہار کیا تو ام المومنین سیدتنا حضرت عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا یہ جگہ تو میں نے اپنے لئے رکھی ہوئی تھی لیکن میں حضرت سیدنا عمر فاروق کی ذات کو خود پر ترجیح دیتی ہوں اور یہ جگہ ان کو عطا کرتی ہوں۔

امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب بتایا گیا کہ ام المومنین سیدتنا حضرت عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جگہ مرحمت فرمادی ہے تو آپ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ عمر سے فرمایا کہ میرے سر کے نیچے سے تکیہ ہٹا دو تاکہ میں اپنا سر زمین سے لگا سکوں اور اللہ پاک کا شکر ادا کروں۔

آپ نے بوقت وصال اپنے بیٹے حضرت عبداللہ بن عمر سے کہا کہ دیکھو میرا اوپر بیت المال کا کتنا قرض ہے؟ حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ چھیاسی ہزار آپ نے فرمایا کہ تم میرا تمام مال فروخت کر کے بیت المال میں جمع کرا دینا اور اگر یہ رقم ناکافی ہو تو پھر اپنے مال سے اسکو ادا کرنا اور اگر پھر بھی ناکافی ہو تو بنی عدی بن کعب سے لے لینا اور اگر پھر بھی یہ قرضہ پورا نہ ہو تو قریش سے قرضہ کی ادائیگی کا سوال کرنا اور ان کے علاوہ کسی سے نہ کہنا۔

جب آپ کے وصال کا وقت قریب آیا تو صحابہ کرام کی ایک جماعت نے آپ سے خلفیہ کی نامزدگی کا مطالبہ کیا آپ نے حضرت ابن عباس سے فرمایا کہ تم جا کر حضرت عثمان غنی، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت طلحہ بن عبیداللہ، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت زبیر بن العوام اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بلالاؤ۔جب یہ صحابہ کرام علیھم الرضوان حاضرِ خدمت ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ میں خلافت کا امر تمہارے سپرد کرتا ہوں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے وصال کے وقت تم سب سے راضی تھی۔اس لئے میں یہ امر تمہارے سپرد کرتا ہوں اور تم خود میں سے ایک شخص کو خلیفہ مقرر کرلو۔ آپ نے حضرت عبداللہ بن عمر کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا کہ بیٹا! جب میں مرجاؤں تو میری آنکھیں بند کر دینا اور میرے کفن میں میانہ روی اختیار کرنا اور اسراف نہ کرنا

بقیہ صفحہ ۳ پر

فضائل ذوالنورین احادیث کی روشنی میں

اسلامی سال کا آغاز واختتام قربانی پر

آغاز قربانیِ عمر فاروق ...……اختتام قربانیِ عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہما

”عثمان“ کنیت ابوعمر اور لقب ذوالنورین ہے۔سلسلۂ نسب پانچویں پشت میں نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شجرۂ نسب سے مل جاتا ہے۔تاریخ اسلام آپ کی قربانیوں اور تبلیغِ اسلام کے تئیں آپ کی سخاوتوں کی شاہد ہے۔آپ کو دربار رسالت علیہ التحیۃ والثناء میں خاص مقام ومرتبہ حاصل تھا۔جس کا اندازہ اس امر سے بہ خوبی لگایا جاسکتا ہے کہ مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یکے بعد دیگرے اپنی دو صاحب زادیوں کو آپ کے نکاح میں دیا۔جس سے آپ کا لقب ”ذوالنورین“ ہوا۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کے بعد پہلے شخص ہیں۔آپ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔کاتبِ وحی ہیں۔تمام صحابہ میں مناسک حج کے سب سے بڑے عالم ہیں۔اپنی جان دے دینا مگر حضور کی امت پر تلوار نہ اٹھانا آپ کا عظیم طرۂ امتیاز ہے۔اسی لیے تمام صحابہ سب سے زیادہ صابر مشہور ہیں۔صفات حسنہ اور وجاہت وخوب صورتی کی وجہ سے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قریش کی ہر شاخ میں اس حد تک محبوبیت اور ہر دل عزیزی حاصل تھی کہ عورتیں گھروں میں اپنے بچوں کو لوریاں دیتے ہوئے کہا کرتیں: ”رب کعبہ کی قسم! میں تجھ سے ایسی محبت کرتی ہوں جیسی قریش عثمان سے۔“ اسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش مکہ سے مذاکرات کے لئے حضرت عثمان کو روانہ فرمایا۔اور پیر غلام رسول قادری نقشبندی تاریخ الخلفاء اور طبرانی کبیر کے حوالے سے آپ کے جمال وخوب صورتی سے متعلق رقم طراز ہیں کہ: ”تمام صحابہ میں سب سے زیادہ خوب صورت تھے، خواہ مرد ہوں یا خواتین۔“ (خلفائے راشدین: پیر غلام رسول قادری، ص۶۹، مطبوعہ سرگودھا)

الغرض کتبِ سیر وتاریخِ اسلام کے لب آپ کے کمالات، خدمات، احسانات، اور فضائل ومناقب سے تر ہیں۔ یہاں چند فرامینِ مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیش کیے جاتے ہیں جو سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے فضائل ومقام کا پتہ دیتے ہیں۔

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں: ”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سُنا کہ اگر میری چالیس بیٹیاں بھی ہوتیں تو میں یکے بعد دیگرے عثمان کے نکاح میں دیتا۔“ (خلفائے راشدین: پیر غلام رسول قادری، ص۷۰، مطبوعہ سرگودھا)

ترمذی شریف میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقام حدیبیہ میں بیعت رضوان کا حکم فرمایا اس وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قاصد کی حیثیت سے مکہ معظّمہ گئے ہوئے تھے۔ لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی۔جب سب لوگ بیعت کر چکے تو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے خود بیعت فرمائی۔لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک ہاتھ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ان ہاتھوں سے بہتر ہے جنھوں نے اپنے ہاتھوں سے اپنے لئے بیعت کی۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری علیہ الرحمہ اشعۃ اللمعات میں اس حدیث کے تحت تحریر فرماتے ہیں کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ قرار دیا۔یہ وہ فضلیت ہے جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ خاص ہے۔یعنی اس فضیلت سے ان کے سوا اور کوئی دوسرا صحابی کبھی مشرف نہیں ہوا۔یہی وجہ تھی کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی صاحب زادی حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عقد نکاح آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا تو آپ نے فرمایا: احسن زوجین راٰھما انسان رقیہ و زوجھا عثمان۔ ”بہترین جوڑا جس انسان نے دیکھا ہے حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ان کے خاوند حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔“

جملہ فضائل وخصائص کے باوجود جس طرح کہ صداقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عدالت حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا امتیاز ہے، اسی طرح حیاء حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خاص ہو گیا۔حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صفتِ حیاء کے بارے فرمایا: عثمان احیٰ امتی واکرمھا۔ ”میری امت میں سب سے زیادہ حیادار اور بزرگ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔“

حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”عثمان میرے پاس سے گزرے تو مجھ سے ایک فرشتے نے کہا کہ مجھے ان سے شرم آتی ہے کیونکہ قوم ان کو قتل کر دے گی تو آپ نے فرمایا کہ جس طرح حضرت عثمان خدا اور اس کے رسول سے حیاء کرتے ہیں، فرشتے بھی ان سے حیا کرتے ہیں۔“

آپ کم سخن اور کم گو تھے۔شہادت کے وقت جب محمد بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے آپ کی داڑھی پکڑی تو اس وقت آپ نے محمد بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے باپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ یار غار نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاء کرتے ہوئے ان کے بیٹے کو فرمایا: ”اگر تیرا باپ تجھے یہ حرکت کرتا دیکھ لیتے تو کیا فرماتے؟“

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر میں اپنی پنڈلیاں کھولے بیٹھے تھے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضری کی اجازت چاہی ،حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں بلالیا اور اسی طرح لیٹے رہے۔پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اجازت چاہی ،حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو بھی بلالیا اور اسی طرح لیٹے رہے۔پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اجازت چاہی ،تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھ کر بیٹھ گئے اور کپڑوں کو درست فرمالیا۔پھر جب لوگ چلے گئے تو میں (حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے عرض کیا کہ ابو بکر آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنبش نہ کی۔اسی طرح لیٹے رہے پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تب بھی لیٹے رہے اور پھر جب عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھ کر بیٹھ گئے اور کپڑوں کو درست کر لیا۔(تو اس کا کیا سبب ہے؟) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ”میں اس شخص سے کیوں نہ حیا کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔“

ایک اور روایت میں ہے: ”کیا میں اس شخص سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔اس ذات کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے فرشتے جس طرح اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حیا کرتے ہیں، اسی طرح عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حیا کرتے ہیں۔اگر وہ اندر آجاتے تو تم میرے قریب ہوتیں تو وہ بات نہ کرتے اور اپنا سر اٹھاتے۔حتیٰ کہ باہر چلے جاتے۔“

یہ شرم وحیاء کے پیکر نگاہِ نبوت میں ممتاز اس عظیم صحابی رسول کو بلوائیوں نے ۴۰؍دن تک محصور رکھا، دیگر اصحابِ کرام آپ سے اصرار کرتے رہے کہ ان سے مقابلہ کرنے کی اجازت عطا فرمائیں۔ مگر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی تھے جنھوں نے فتنوں کے ڈر سے قربت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑنا گوارا نہ کیا اور اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہر کو مسلمانوں کے خون سے رنگین ہونے سے بچالیا اور اپنی عمر کے ۸۲؍سال میں سے ۱۲؍سال فریضہ خلافت نبھانے کے بعد ۱۸؍ذی الحجہ ۳۵؍ہجری کو جام شہادت نوش فرمایا اور حیاء سخاوت، ایثار، صبر، حلم کی اعلیٰ روایات قائم کر گئے۔

شہادت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تاریخ اسلام کا عظیم ترین سانحہ ہے۔اگر سوگ اسلام میں جائز ہوتا تو بڑے اعلیٰ پیمانے پر عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا سوگ منایا جاتا۔کچھ لوگ اپنے جھوٹے مذہب کی تشہیر کے لیے واقعہ کربلا کا سوگ مناتے ہیں۔مگر اہل سنت کا یہ طریقہ نہیں۔بعض اوقات مثال دی جاتی ہے۔کہ اسلامی سال کا آغاز قربانی سے ہے، اور اختتام بھی قربانی سے۔آغاز سے مراد واقعہ کربلا اور اختتام سے مراد عید قربان لی جاتی ہے۔ہمیں یہ نقطہ بھی ملحوظِ نظر رکھنا چاہیے۔کہ واقعہ کربلا سے پہلے یکم محرم کو حضرت فاروق اعظم کی شہادت سے اسلامی سال کا آغاز ہوتا ہے۔اور عید قرباں کے بعد ۱۸؍ذوالحج کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت سے اسلامی سال کا اختتام ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اسوۂ صحابہ رضی اللہ عنہم پر عمل کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

غلط ہے کہ دو چار ہی جنتی ہیں
نبی کے صحابہ سبھی جنتی ہیں
غنا وسخا میں جو ضرب المثل ہیں
وہ عثمان غنی و سخی جنتی ہیں

☆☆☆☆☆